

Published:
March 31, 2026

The Status of Women in Marital Life: An Islamic Perspective A Research Study

ازدواجی زندگی میں عورت کی حیثیت: اسلامی نقطہ نظر کا اختصا صی مطالعہ

Dr. Muhammad Samee Ullah
Gomal University, D.I.Khan
Email: Samee12985@gmail.com

Muhammad Tahir Rafiq
Doctoral candidate Islamic Studies
Khawaja Fareed University of Engineering and Information
Technology, Rahim Yar Khan
Email: Muhammadtahirrafq0786@gmail.com

Abstract

This paper explores the marital rights of women in Islam, highlighting their importance within the Islamic legal framework. Central to these rights are the principles of consent, financial support (nafaqa), equitable treatment in polygamous marriages, and the right to initiate divorce (khula). The Qur'an and Hadith serve as foundational texts that articulate these rights, promoting justice and mutual respect within marital relationships.

Despite these provisions, the practical realization of women's marital rights often faces significant challenges due to cultural interpretations and societal norms that can undermine legal entitlements. This study delves into the historical context of these rights and examines contemporary issues that women encounter in various Islamic communities, revealing a gap between legal theory and practice.

Key areas of focus include the impact of cultural traditions on women's autonomy, the role of education and awareness in asserting these rights, and the potential for reform within legal systems. By analyzing case studies and existing legal frameworks, the research aims to highlight the need for ongoing advocacy and reform to ensure that women's marital rights are effectively upheld.

Ultimately, this paper calls for a comprehensive understanding of women's rights in Islam that transcends cultural limitations, promoting gender equity and empowerment within Muslim societies.

Keywords: Marital Rights, Women in Islam, Consent, Financial Support (Nafaqa), Polygamy, Divorce (Khula), Cultural Interpretations, Gender Equity, Legal Reform

عورتوں کے ازدواجی حقوق:

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات جامع اور مانع ہیں۔ آپ علیہ السلام کا اسوہ کریم تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ اسلام نے معاشرہ کو صالح، پرسکون اور فلاحی بنانے کے لیے حقوق و فرائض مقرر کیے ہیں۔ انہیں حقوق میں سے ایک سلسلہ عورتوں کے ازدواجی حقوق کا ہے جس پر خاندان کی خوشحالی اور فوز و فلاح کا انحصار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کردہ تعلیمات کی روشنی میں عورت کے درج ذیل نمایاں ازدواجی حقوق سامنے آتے ہیں:

شادی کا حق

اسلام سے قبل عورتوں کو مردوں کی ملکیت تصور کیا جاتا تھا اور انہیں نکاح کا حق حاصل نہ تھا۔ اسلام نے عورت کو نکاح کا حق دیا کہ جو یتیم ہو، باندی ہو یا مطلقہ، شریعت کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے انہیں نکاح کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا:

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ.

”اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو پہنچیں تو جب وہ شرعی دستور کے مطابق باہم رضامند ہو جائیں تو انہیں اپنے شوہروں سے نکاح

کرنے سے مت روکو۔“ (سورۃ البقرہ، 2: 232)

وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

”اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور (اپنی) بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن انتظار میں روکے رکھیں پھر جب وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو پہنچیں تو پھر جو کچھ وہ شرعی دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں تم پر اس معاملے میں کوئی مواخذہ نہیں، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔“ (سورۃ

البقرہ، 2: 234)

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا

”اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کیا کرو، پھر اگر وہ اس (مہر) میں سے کچھ تمہارے لیے اپنی خوشی سے چھوڑ دیں تو تب اسے (اپنے لیے) سازگار اور خوشگوار

سمجھ کر کھاؤ۔“ (سورۃ النساء، 4: 4)

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

”اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا (نکاح کر دیا کرو)

اگر وہ محتاج ہوں گے (تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔“ (سورۃ النور، 24: 32)

اگرچہ کئی معاشرتی اور سماجی حکمتوں کے پیش نظر اسلام نے مردوں کو ایک سے زائد شادیوں کا حق دیا، مگر اسے بیویوں کے مابین عدل و انصاف سے مشروط ٹھہرایا اور

اس صورت میں جب مرد ایک سے زائد بیویوں میں عدل قائم نہ رکھ سکیں، انہیں ایک ہی نکاح کرنے کی تلقین کی:

Published:

March 31, 2026

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْلُوا

”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرط عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو“ (سورۃ النساء، 4: 3)

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ فَتَدْرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

”اور تم ہر گز اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ (ایک سے زائد) بیویوں کے درمیان (پورا پورا) عدل کر سکو اگرچہ تم کتنا ہی چاہو۔ پس (ایک کی طرف) پورے میلان طبع کے ساتھ (یوں) نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو (درمیان میں) لٹکتی ہوئی چیز کی طرح چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کر لو اور (حق تلفی و زیادتی سے) بچتے ہو تو اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے“ (سورۃ النساء، 4: 129)

ان آیات مبارکہ سے واضح ہے کہ اسلام کا رجحان ایک زوجگی کی طرف ہے اور ان حالات میں جہاں اسلام نے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے اسے عدل و مساوات سے مشروط ٹھہرایا ہے کہ مردان تمام معاملات میں جو اس کے بس میں ہیں مثلاً غذا، لباس، مکان، شب باشی اور حسن معاشرت میں سب کے ساتھ عدل کا سلوک کرے۔ گویا ایک سے زائد شادیوں کا قرآنی فرمان حکم نہیں بلکہ اجازت ہے جو بعض حالات میں ناگزیر ہو جاتی ہیں جنگ، حادثات، طبی اور طبعی حالات بعض اوقات ایسی صورت پیدا کر دیتے ہیں کہ معاشرے میں اگر ایک سے زائد شادیوں پر پابندی عائد ہو تو وہ سنگین سماجی مشکلات کا شکار ہو جائے جس کے اکثر نظائر ان معاشروں میں دیکھے جاسکتے ہیں جہاں ایک سے زیادہ شادیوں پر قانونی پابندی ہوتی ہے۔ تاہم یہ اسلام کا تصور عدل ہے۔ وہ معاشرہ جہاں ظہور اسلام سے قبل دس دس شادیاں کرنے کا رواج تھا اور ہر طرح کی جنسی بے اعتدالی عام تھی اسلام نے اسے حرام ٹھہرایا اور شادیوں کو صرف چار تک محدود کر کے عورت کے تقدس اور سماجی حقوق کو تحفظ عطا کر دیا۔

خیارِ بلوغ کا حق

نابالغ لڑکی یا لڑکے کا بلوغت سے قبل ولی کے کیے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار ’خیارِ بلوغ‘ کہلاتا ہے۔ اسلام نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیارِ بلوغ کا حق عطا کیا جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ احناف کے نزدیک اگر کسی ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کیا ہو تو وہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے پر خیارِ بلوغ کا حق استعمال کر کے نکاح ختم کر سکتے ہیں۔

جس طرح بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بناء پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح ایک نابالغہ کو بھی جس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کسی ولی نے کیا ہو، بلوغ کے بعد عدم رضا کی بناء پر خیار بلوغ حاصل ہے۔

خیار بلوغ کے حق کی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں قدامہ بن مظعون نے اپنی بھتیجی اور حضرت عثمان بن مظعون کی صاحب زادی کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا اور وہ لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔ بلوغت کے بعد اس لڑکی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا:

عن عبدالله بن عمر، قال : توفي عثمان بن مظعون، وترك ابنة له من خويلة بنت حكيم بن أمية بن حارثة بن الأوقص، قال : وأوصي إلي أخيه قدامة بن مظعون، قال عبدالله : وهما خالاي، قال : فخطبت إلي قدامة بن مظعون ابنة عثمان بن مظعون، فزوجنيها، ودخل المغيرة بن شعبة. يعني إلي أمها. فأرغبها في المال، فحطت إليه، و حطت الجارية إلي هوي أمها، فأبتا، حتي ارتفع أمرهما إلي رسول الله ﷺ، فقال قدامة بن مظعون : يا رسول الله! ابنة أخي، أوصي بها إلي، فزوجتها ابن عمتها عبدالله بن عمر، فلم أقصر بها في الصلاح ولا في الكفاءة، ولكنها امرأة، وإنما حطت إلي هوي أمها. قال : فقال رسول الله ﷺ : هي يتيمة، ولا تنكح إلا باذنها. قال : فانزعت والله مني بعد أن ملكتها، فزوجوها المغيرة.

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور پسماندگان میں خویله بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اوقص سے ایک بیٹی چھوڑی اور اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی۔ راوی عبداللہ کہتے ہیں: یہ دونوں میرے خالوتھے۔ میں نے قدامہ بن مظعون کو عثمان بن مظعون کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرا نکاح اس سے کر دیا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور اسے مال کا لالچ دیدیا۔ وہ عورت اس کی طرف مائل ہو گئی اور لڑکی بھی اپنی ماں کی خواہش کی طرف راغب ہو گئی پھر ان دونوں نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ قدامہ بن مظعون نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی پس میں اس کی شادی اس کے ماموں زاد عبداللہ بن عمر سے کر دی۔ میں نے اس کی بھلائی اور کفو میں کوئی کمی نہ کی لیکن یہ عورت اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہو گئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ یتیم ہے، لہذا اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میرا اس کے مالک بننے کا جھگڑا ہی ختم ہو گیا اور اس نے مغیرہ سے شادی کر لی۔“

ایک دوسری سند کے ساتھ مروی حدیث مبارکہ میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

فأمره النبي ﷺ أن يفارقها، وقال : لا تنكحوا اليتامي حتي تستأمروهن فإن سكتن فهو إذنهن.

”پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی علیحدگی کا حکم دیا اور فرمایا: یتیم بچیوں کا نکاح ان کے اجازت کے بغیر نہ کیا جائے پس اگر وہ خاموش رہیں تو وہی ان کی اجازت ہے۔“ (بیہقی، السنن الکبری، 121:7)

Published:
March 31, 2026

مہر کا حق

اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق عطا کیا۔ عورت کے حق ملکیت میں جہیز اور مہر کا حق بھی شامل ہے۔ قرآن حکیم نے مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا بلکہ انہیں تلقین کی کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں، کیونکہ وہ عورت کی ملکیت بن چکا ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا
”اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس مت لو، کیا تم بہتان تراشی کے ذریعے اور
کھلا گناہ کر کے وہ مال واپس لو گے“ (سورۃ النساء، 20:4)

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرَهُ وَعَلَى الْمَقْتَرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ
”تم پر اس بات میں (بھی) کوئی گناہ نہیں کہ اگر تم نے (اپنی منکوحہ) عورتوں کو ان کے چھوٹے یا ان کے مہر مقرر کرنے سے بھی پہلے طلاق دے دی ہے تو انہیں (ایسی صورت میں) مناسب خرچہ دیدو، وسعت والے پر اس کی حیثیت کے مطابق (لازم) ہے اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق (بہر طور) یہ خرچ مناسب طریق پر دیا جائے، یہ بھلائی کرنے والوں پر واجب ہے“ (سورۃ البقرہ، 2:236)

حقوق زوجیت

مرد پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ حتی الوسع حقوق زوجیت ادا کرنے سے دریغ نہ کرے۔ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر خاوند بیوی کو قتل کرنا چاہتا تو قسم کھا لیتا کہ میں بیوی سے مقاربت نہیں کروں گا اسے اصطلاح میں ایلاء کہتے ہیں۔ اس طرح عورت متعلقہ ہو کر رہ جاتی ہے، نہ مطلقہ نہ بیوہ (کہ اور شادی ہی کر سکے) اور نہ شوہر والی۔ کیونکہ شوہر نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ یہ رویہ درست نہیں کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے حلال ٹھہرائی ہے، انسان کا کوئی حق نہیں کہ اسے اپنے اوپر حرام قرار دے لے۔ قرآن کہتا ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
”جو لوگ اپنی بیویوں کے قریب نہ جانے کی قسم کھالیں تو ان کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ اس مدت کے اندر رجوع کر لیں اور آپس میں ملاپ کر لیں تو
اللہ رحمت سے بخشنے والا ہے“ (سورۃ البقرہ، 2:226)

یعنی اگر بیوی کی کسی غلطی کی وجہ سے تم نے یہ قسم کھائی ہے تو غفو و درگزر کرتے ہوئے اسے معاف کر دو، اور اگر کسی معقول سبب کے بغیر تم نے یوں ہی قسم کھالی تھی تو قسم کا کفارہ دے کر رجوع کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو بخش دے گا۔ اگر خاوند چار ماہ تک رجوع نہ کرے، تو پھر بعض فقہاء کے نزدیک خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی۔

Published:

March 31, 2026

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال النبي ﷺ: إنك لتصوم الدهر و تقوم الليل. فقلت: نعم، قال: انك اذا فعلت ذلك هجمت له العين، و نفهت له النفس، لا صام من صام الدهر، صوم ثلاثة أيام صوم الدهر كله. قلت: فاني أطيق أكثر من ذلك، قال فصم صوم داؤد عليه السلام، كان يصوم يوما و يفطر يوما.

”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہمیشہ قیام کرتے ہو؟ میں عرض گزار ہوا: جی۔ فرمایا: اگر ایسا کرتے رہو گے تو تمہاری آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور تمہارا جسم بے جان ہو جائے گا، نیز ہر مہینے میں تین روزے رکھنا گویا ہمیشہ روزہ رکھنا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: داؤد علیہ السلام والے روزے رکھ لیا کرو جو ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو پیٹھ نہیں دکھاتے تھے۔“ (بخاری، الصحيح، کتاب الصوم، باب صوم داؤد، 2: 698، رقم: 1878)

عبادت میں زیادہ شغف بھی بیوی سے بے توجہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر خاوند دن بھر روزہ رکھے اور راتوں کو نمازیں پڑھتا رہے تو ظاہر ہے کہ وہ بیوی کے حقوق ادا کرنے سے قاصر رہے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لیے صوم وصال یعنی روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور زیادہ سے زیادہ صوم داؤدی کی اجازت دی ہے کہ ایک دن روزہ رکھو، ایک دن نہ رکھو۔

اسی طرح عبادت میں بھی اعتدال کا حکم فرمایا:

عن عون بن ابي حبيفه، عن ابيه قال: اخي النبي ﷺ بين سلمان و ابي الدرداء فزار سلمان ابا الدرداء فرأي ام الدرداء متبذلة، فقال لها: ماشانك؟ قالت: اخوك ابوالدرداء ليس له حاجة في الدنيا، فجاء ابوالدرداء فصنع له طعاما، فقال: كل. قال: فاني صائم، قال: ما انا بأكل حتي تاكل، قال: فاكل، فلما كان الليل ذهب ابوالدرداء يقوم. قال: نم، فنام ثم ذهب يقوم. فقال: نم، فلما كان من اخر الليل قال سلمان، قم الان فصلبنا. فقال له سلمان: ان لربك عليك حقا ولنفسك عليك حقا ولاهلك عليك حقا فاعط كل ذي حق حقه. فاتي النبي ﷺ فذكر ذلك له فقال النبي ﷺ: صدق سلمان.

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا تھا۔ حضرت سلمان ایک روز حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے۔ اُم درداء کو غمگین دیکھا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کہو، یہ کیا حال کر رکھا ہے؟ اُم درداء کہنے لگیں: تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنے میں ابودرداء آگئے، کھانا تیار کروایا گیا اور کہا کہ آپ کھائیں۔ سلمان بولے میرا روزہ ہے۔ ابودرداء نے کہا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ جب رات ہوئی (اور دونوں نے کھانا کھالیا) تو ابودرداء نماز کے لیے اٹھنے لگے۔ سلمان بولے سو جاؤ۔ اس پر ابودرداء سو گئے۔ (رات گئے پھر کسی وقت) اٹھے اور (نماز کے لیے) جانے لگے تو سلمان نے پھر کہا سو جاؤ۔ ابودرداء پھر سو گئے۔ اخیر رات میں سلمان نے کہا، اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز ادا کی۔ پھر سلمان کہنے لگے، تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، اور نفس کا بھی، اور گھر والوں کا بھی۔ لہذا ہر ایک حقہ کا حق ادا کرو۔ دن میں جب ابودرداء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔“ (بخاری، الصحيح، کتاب الصوم، باب من أقسم علی آخيه، 2: 694، رقم: 1867)

Published:

March 31, 2026

اسی طرح کا واقعہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان ہوا ہے۔ حضرت عثمان بہت عبادت گزار اور راہبانہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ ایک دن ان کی بیوی خولہ بنت حکیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ہر طرح کے زنانہ بناؤ سنگھار سے عاری ہیں۔ پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ بولیں کہ میرے میاں دن بھر روزہ رکھتے ہیں، رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں۔ میں سنگھار کس کے لیے کروں؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے قصہ بیان کیا۔ اس پر حضور علیہ السلام عثمان کے پاس گئے اور ان سے فرمایا:

يا عثمان! ان الرهبانية لم تكتب علينا، أفعالك في أسوة؟

”عثمان ہمیں رهبانیت کا حکم نہیں ہوا ہے۔ کیا تمہارے لیے میرا طرز زندگی پیروی کے لائق نہیں؟“ احمد بن حنبل، المسند، 6: 226، رقم: 25935

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں صحابہ سے خاص طور پر فرمایا:

**والله! اني لأخشاكم الله و اتقاكم له لكني أصوم وأفطر وأصلي وأرقد، واتزوج النساء فمن
رغب عن سنتي فليس مني.**

”خدا کی قسم، میں تمہاری نسبت خدا سے بہت زیادہ ڈرتا ہوں اور بہت متقی ہوں۔ اس کے باوجود روزہ بھی رکھتا ہوں، اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔“ (بخاری، الصحيح، کتاب النکاح، باب ترغيب النكاح، 5: 1949، رقم: 4776)

اس کے مقابلے میں عورت کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ ارشاد فرمایا:

لا تصوم المرأة وبعلاها شاهد إلا باذنه.

”اپنے خاوند کی موجودگی میں عورت (نفلی) روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے۔“ (بخاری، الصحيح، کتاب الصوم، باب صوم المرأة، 5: 1993، رقم: 4896)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی کے حق کی اہمیت کو اپنی سنت مبارکہ سے واضح فرمایا۔ آپ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ کسی سفر یا غزوہ پر تشریف لے جاتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا، اُسے ساتھ لے جاتے۔ (بخاری، الصحيح، کتاب النکاح، باب القرعة بين النساء، 5: 1999، رقم: 4913)

(4913)

ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب معمول شہر میں گشت کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک عورت کی زبان سے یہ شعر سنے:

**تطاول هذا الليل تسري كواكب
وأرقني ان لا ضجيع ألاعبه
فوالله لولا الله تخشني عواقبه
لُرحِجَ من هذا السرير جوانبه**

Published:

March 31, 2026

(یہ رات کس قدر لمبی ہو گئی ہے۔ اور اس کے کنارے کس قدر چھوٹے ہو گئے ہیں اور میں رورہی ہوں کہ میرا شوہر میرے پاس نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہنس کھیل

کر اس رات کو گزار دوں۔ خدا کی قسم خدا کا ڈر نہ ہوتا تو اس تخت کے پائے ہلا دیئے جاتے۔) (سیوطی، تاریخ الخلفاء: 139)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر افسوس کیا اور فوراً اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پوچھا بیٹی! ایک عورت شوہر کے بغیر

کتنے دن گزار سکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ”چار ماہ۔“ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ فوج کے ساتھ باہر

نہ رہے۔ خود قرآن حکیم نے یہ معیار مقرر کی ہے:

لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

”جو لوگ اپنی بیویوں کے قریب نہ جانے کی قسم کھالیں، ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے۔ پھر اگر وہ (اس مدت کے اندر) رجوع کر لیں (اور آپس میں میل ملاپ

کر لیں) تو اللہ رحمت سے بخشنے والا ہے“ (سورۃ البقرہ، 2: 226)

گویا یہاں قرآن حکیم نے اس امر کو واضح کر دیا کہ خاوند اور بیوی زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک علیحدہ رہ سکتے ہیں، اس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اس دوران صلح کر

لیں تو درست ہے۔ اس سے زیادہ بیوی اور شوہر کا الگ الگ رہنا دونوں کے لیے جسمانی، روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مضر ہے۔ یہی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے

جواب کا مقصود تھا اور اسی کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم نافذ کیا۔

(5) کفالت کا حق

مرد کو عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے۔ اس میں اُس کی خوراک، سکونت، لباس، زیورات وغیرہ شامل ہیں:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

”مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے

ہیں۔“ (سورۃ النساء، 4: 34)

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنِيمَ الرِّضَاعَةُ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بَوْلِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَزِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

”اور مائیں اپنے بچوں کو دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے، اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ کے ذمہ ہے، کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے (اور) نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے، اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہوگا، پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں

Published:

March 31, 2026

توان پر کوئی گناہ نہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے“ (سورۃ البقرہ، 2:233)

وَلِلْمُطَلَّقاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ

”اور طلاق یافتہ عورتوں کو بھی مناسب طریقے سے خرچ دیا جائے، یہ پرہیز گاروں پر واجب ہے“ (سورۃ البقرہ، 2:241)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تَخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ.

”اے نبی! (مسلمانوں سے فرمادیں) جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کے طہر کے زمانہ میں انہیں طلاق دو اور عدت کو شمار کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، اور انہیں اُن کے گھروں سے باہر مت نکالو اور نہ وہ خود باہر نکلیں سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کریں۔“ (سورۃ الطلاق، 1:65)

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تَضَارُّوهُنَّ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأَنْتُمْ يُنْكِنُكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَمَنْعُكُمْ لَهُ أُخْرَىٰ ۚ لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُفِيقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا

”تم ان (مطلقہ) عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی وسعت کے مطابق رہتے ہو اور انہیں تکلیف مت پہنچاؤ کہ اُن پر (رہنے کا ٹھکانا) تنگ کر دو، اور اگر وہ حاملہ ہوں تو اُن پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ اپنا بچہ جن لیں، پھر اگر وہ تمہاری خاطر (بچے کو) دودھ پلائیں تو انہیں اُن کا معاوضہ ادا کرتے رہو، اور آپس میں (ایک دوسرے سے) نیک بات کا مشورہ (حسب دستور) کر لیا کرو، اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو اسے (اب کوئی) دوسری عورت دودھ پلائے گی O صاحب وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہیے، اور جس شخص پر اُس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اُس (روزی) میں سے (بطور نفقہ) خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اُس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرمادے گا“ (سورۃ الطلاق، 65:6)

(7:6)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں عورت کے اس حق کی پاسداری کی تلقین فرمائی:

1. فاتقوا الله في النساء فإنكم أخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله، ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تکرهونه، فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح، ولهن عليكم رزقهن وکسوتهن بالمعروف.

”عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر اپنے ماتحت کیا ہے اور اللہ کے کلمہ (نکاح) سے انہیں اپنے لیے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ کسی آدمی کو تمہارا بسترنہ روندنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم اُن کو ایسی سزا دو جس سے چوٹ نہ لگے اور ان کا

تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم انہیں دستور (شرعی) کے موافق خوراک اور لباس فراہم کرو۔“

مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، 2:889، رقم: 1218

Published:

March 31, 2026

حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَنْ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ : مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ : أَنْ يَطْعَمَهَا إِذَا طَعِمَ، وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى، وَلَا يَضْرِبُ الْوَجْهَ، وَلَا يَقْبَحَ، وَلَا يَهْجُرُ إِلَّا فِي الْبَيْتِ.

”ایک آدمی نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا: عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے، اُسے برانہ کہے اور گھر کے علاوہ تنہا کہیں نہ چھوڑے۔“ ابن ماجہ، السنن، کتاب النکاح،

باب حق المرأة، 1: 593، رقم: 1850

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہندہ کے اپنے خاوند کی کنجوسی کی شکایت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ.

”تو (ابوسفیان کے مال سے) اتنا مال لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچوں کے لیے باعزت طور پر کافی ہو۔“ بخاری، الصحيح، کتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الزوج،

2052:5، رقم: 5049

اگر نفقہ واجب نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ابوسفیان کی اجازت کے بغیر مال لینے کی اجازت نہ فرماتے۔ مسلم فقہاء نے عورت کے اس حق کو نہ صرف

قرآن و سنت بلکہ اجماع و عقلی طور پر بھی ثابت قرار دیا۔ الکاسانی کے مطابق: ”جہاں تک اجماع سے وجوب نفقہ کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں پوری امت کا اجماع ہے

کہ خاوند پر بیوی کا نفقہ واجب ہے۔“ عقلی طور پر شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہونا اس طرح ہے کہ وہ خاوند کے حق کے طور پر اس کی قید نکاح میں ہے۔ دوسرے یہ کہ

اس کی قید نکاح کا نفع بھی خاوند ہی کو لوٹ رہا ہے لہذا اس کی کفالت بھی خاوند کے ذمہ ہی ہونی چاہئے۔ اگر اس کی کفالت کی ذمہ داری خاوند پر نہ ڈالی جائے اور نہ وہ

خود خاوند کے حق کے باعث باہر نکل کر کما سکے تو اس طرح وہ ہلاک ہو جائے گی لہذا اس کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قاضی کا خرچہ مسلمانوں کے

بیت المال سے مقرر کیا گیا ہے کیونکہ وہ انہی کے کام میں محبوس (روکا گیا) ہے اور کسی دوسرے ذریعے سے کمائی نہیں کر سکتا لہذا اس کے اخراجات ان کے مال یعنی

بیت المال سے وضع کیے جائیں گے۔ اسی طرح یہاں (عورت کے نفقہ میں) ہے۔“ (کاسانی، بدائع الصنائع، 4: 46)

اعتماد کا حق

عورت کا مرد پر یہ بھی حق ہے کہ وہ عورت پر اعتماد کرے، گھر کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا رہے۔ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اس

معاملے میں یہی تھا۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ.

”اور جب نبی (کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی ایک زوجہ سے ایک رازدارانہ بات ارشاد فرمائی، پھر جب وہ اُس (بات) کا ذکر کر بیٹھیں اور اللہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

و سلم) پر اسے ظاہر فرمادیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اس کا کچھ حصہ بتادیا اور کچھ حصہ (بتانے) سے چشم پوشی فرمائی۔“ (سورۃ التحريم، 66: 3)

Published:

March 31, 2026

گھر بیو معاملات میں عورت، مرد کی راز دان ہے لیکن اگر عورت غلطی یا نادانی سے کوئی خلاف مصلحت کام کر بیٹھے تو مرد کو چاہیے کہ اس کی تشہیر نہ کرے، نہ اسے اعلانیہ ملامت کرے، جس سے معاشرے میں اس کی سبکی ہو۔ عورت کی عزت و وقار کی حفاظت مرد کا فرضِ اولین ہے کیونکہ یہ خود اس کی عزت اور وقار ہے۔ عورت کی سبکی اس کی عزت اور وقار کے مجروح ہونے کا باعث بنتی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ اسے اس کی غلطی سے آگاہ کر دے اور آئندہ کے لیے اسے محتاط رہنے کا مشورہ دے۔ قرآن حکیم نے عورت اور مرد کے تعلقات کو ایک نہایت لطیف مثال کے ذریعے بیان کیا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ.

”عورتیں تمہارے لیے لباس (کا درجہ رکھتی) ہیں اور تم ان کے لیے لباس (کا درجہ رکھتے) ہو۔“ (سورۃ البقرہ، 2: 187)

اور لباس سے متعلق ایک دوسری جگہ کہا:

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا.

”اے لوگو! ہم نے تمہیں لباس دیا ہے، جو تمہارے عیب ڈھانکتا ہے اور تمہاری زینت (اور آرائش کا ذریعہ) ہے۔“ (القرآن، الاعراف، 7: 26)

یعنی مرد اور عورت ایک دوسرے کی خامیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کرنے والے ہیں۔ مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کی غلطیوں پر پردہ ڈالے اور عورت کو چاہیے کہ وہ مرد کے نقائص ظاہر نہ ہونے دے۔

حسن سلوک کا حق

ازدواجی زندگی میں اگر مرد اور عورت کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں تو ذمہ داریاں بھی ہیں۔ پہلے مرد کو حکم دیا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ.

”عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو۔“ (سورۃ النساء، 4: 19)

اسلام سے پہلے عرب میں عورت کی خاندانی زندگی نہایت قابلِ رحم تھی۔ قدر و منزلت تو درکنار اسے جانوروں سے زیادہ وقعت نہیں دی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ

”خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی، حتیٰ کہ خدا نے ان سے متعلق جو احکام نازل کرنا چاہے نازل کر دیئے اور جو حقوق ان

کے مقرر کرنا تھے، مقرر کر دیئے۔“ (مسلم، الصحيح، کتاب النکاح، باب حکم العزل، 2: 1108، رقم: 1479)

Published:

March 31, 2026

اور تو اور عورت، جانوروں اور دوسرے ساز و سامان کی طرح رہن تک رکھی جاسکتی تھی۔ (بخاری، الصحيح، کتاب الرهن، باب رهن السلاح، 2: 887، رقم:

(2375)

وہ رہن ہی نہیں رکھی جاتی تھی بلکہ فروخت بھی کی جاتی تھی غرضیکہ وہ محض مرد کی خواہشات نفسانی کی تسکین کا ذریعہ تھی اور مرد پر اس کی طرف سے کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی تھی۔ اسلام نے بتایا کہ عورت کے بھی مرد پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مرد کے عورت پر ہیں اور وہ ہر طرح کے انصاف اور نیک سلوک کی حقدار ہے۔

اسلام نے نکاح کو ایک معاہدہ قرار دے کر بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَأَخَذَنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا

”اور تمہاری عورتیں تم سے مضبوط عہد لے چکی ہیں“ (سورۃ النساء، 4: 21)

اس ”مضبوط عہد“ کی تفسیر خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں یوں فرمائی:

اتقوا الله في النساء فانكم اخذتموهن بامانة الله.

”عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت لیا ہے۔“ (ابوداؤد، السنن، کتاب المناسک، باب صفة حجة النبي ﷺ،

2: 185، رقم: 1905)

گویا نکاح کو ایک امانت قرار دیا ہے اور جیسے ہر ایک معاہدے میں دونوں فریقوں کے کچھ حقوق ہوتے ہیں اور ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں، اسی طرح امانت کا حال ہے۔ چونکہ نکاح ایک معاہدہ اور ایک امانت ہے، اس لیے جیسے مرد کے عورت پر بعض حقوق ہیں، ویسے ہی عورت کی طرف سے اس کے ذمے بعض فرائض بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے عورتوں سے گھریلو زندگی میں نیکی اور انصاف کا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهله.

”تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنے اہل (یعنی بیوی بچوں) کے لیے اچھا ہے۔“ (ترمذی، الجامع الصحيح، کتاب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، 5: 907، رقم: 3895)

تشد سے تحفظ کا حق

خاندن پر بیوی کا یہ حق ہے کہ وہ بیوی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے:

وَلَا تُمَسِّكُوهُنَّ ضَرْبًا لَّتُعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوعًا.

”اور ان کو ضرر پہنچانے اور زیادتی کرنے کے لئے نہ روکے رکھو۔ جو ایسا کرے گا اس نے گویا اپنے آپ پر ظلم کیا اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بنا لو۔“ (سورۃ

البقرہ، 2: 231)

Published:

March 31, 2026

یہ آیت ان احکام سے متعلق ہے جہاں خاوند کو بار بار طلاق دینے اور رجوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض خاوند بیوی کو دق کرنا چاہتے ہیں اس لئے اسے معروف طریقے سے طلاق دے کر آزاد نہیں کر دیتے، بلکہ طلاق دیتے ہیں اور پھر رجوع کر لیتے ہیں، پھر طلاق دیتے ہیں اور پھر کچھ دن کے بعد رجوع کر لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت ایک دائمی افیت میں مبتلا رہتی ہے۔ یہ گویا اللہ کے احکام اور رعایتوں سے تمسخر ہے۔ اس سے منع فرمایا گیا کہ ان کو ظلم اور زیادتی کے لئے نہ روک رکھو۔ اس آیت مبارکہ میں یہاں ایک عام اصول بیان کر دیا ہے کہ عورت پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ ظلم اور زیادتی کی تعین نہیں کی، کیونکہ یہ جسمانی بھی ہو سکتی ہے، ذہنی اور روحانی بھی۔

بچوں کی پرورش کا حق

اس امر میں اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ بچہ کی پرورش کی مستحق سب سے پہلے اُس کی ماں ہے۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ بچہ پانچگی کی پرورش کا حق ماں کو کتنی عمر تک رہتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب بچہ خود کھانے پینے، لباس پہننے اور استنجاء کرنے لگے تو اُس کی پرورش کا حق ماں سے باپ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لڑکے کی اس حالت کو پینچنے کی عمر کا اندازہ علامہ خصاف نے سات آٹھ سال بیان کیا ہے، البتہ ماں کو لڑکی کی پرورش کا حق اس کے بالغ ہونے تک ہے۔ یہی قول امام ابو یوسف کا ہے۔ امام محمد کے نزدیک جب لڑکی میں نفسانی خواہش ظاہر ہو تو اس وقت تک ماں کو پرورش کا حق حاصل ہے۔ متاخرین احناف نے امام محمد کے قول کو پسند کیا ہے۔ (داماد آفندی، مجمع الانهر، 1: 481، 482)

ماں کو بچہ کی پرورش کا حق حاصل ہونے کے بارے میں قرآن کریم میں کوئی آیت ظاہر نص کے طور پر موجود نہیں مگر اقتضاء نص کے طور پر فقہاء کرام نے آیت رضاعت۔۔ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔۔ سے ثابت کیا ہے کہ صغر سنی میں بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے۔

فقہاء کرام نے مذکورہ آیت مبارکہ کے ساتھ ساتھ درج ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا ہے:

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے بعد نکلے تو حمزہ کی بیٹی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا اور آواز دی: اے چچا! اے چچا! پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بچی کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو لو۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُسے اٹھالیا۔ اس بارے میں حضرت زید، علی اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے لے لیا ہے کیونکہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: وہ

Published:

March 31, 2026

میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے جبکہ زید نے کہا کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا:

الخالة بمنزلة الأم.

”خالہ ماں کے درجہ میں ہے۔“ بخاری، الصحيح، کتاب الصلح، باب کیف یتب هذا، 2: 960، رقم: 2552

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

يا رسول الله! ان ابني هذا، كان بطني له وعاء، و ثديي له سقاء، و حجري له حواء، و إن أباه طلقني و أراد أن ينتزعه مني.

”اے اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا ہے جس کے لئے میرا پیٹ ظرف تھا اور میری چھاتی مشکیزہ اور میری گود اس کے لئے پناہ گاہ تھی۔ اس کے باپ نے مجھے طلاق دی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسے مجھ سے لے لے۔“

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أنت أحق به ما لم تنكحي.

”تو اپنے بچے کی زیادہ مستحق ہے جب تک کہ تو (دوسرا) نکاح نہ کر لے۔“ (ابوداؤد، السنن، کتاب الطلاق، باب نفقة، 2: 283، رقم: 2276)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت اُم عاصم کو طلاق دی۔ عاصم اپنی نانی کے زیر پرورش تھا۔ اُس کی نانی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تنازعہ پیش کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا:

أن يكون الولد مع جدته، والنفقة علي عمر، وقال : هي أحق به.

”لڑکا اپنی نانی کے پاس رہے گا، عمر کو نفقہ دینا ہوگا۔ اور کہا: یہ نانی اس بچے کی (پرورش کرنے کی) زیادہ حق دار ہے۔“ (بیہقی، السنن الکبریٰ، 8: 5)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے کی ماں کے حق میں فیصلہ کیا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لا توله والدة عن ولدها.

”والدہ کو اس کے بچے سے مت چھڑاؤ۔“ (بیہقی، السنن الکبریٰ، 8: 5)

عبدالرحمن بن ابی زناد اہل مدینہ سے فقہاء کا قول روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے بیٹے عاصم کے حق میں فیصلہ کیا کہ اس کی پرورش اس کی نانی کرے گی یہاں تک کہ عاصم بالغ ہو گیا، اور اُم عاصم اُس دن زندہ تھی اور (دوسرے شخص کے) نکاح میں

تھی۔ (بیہقی، السنن الکبریٰ، 8: 5)

Published:

March 31, 2026

ابو حسین مرغینانی حنفی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولأن الأم أشفق وأقدر علي الحضانه، فكان الدفع إليها أنظر، وإليه أشار الصديق رضي الله عنه بقوله: ريقها خير له من شهد وعسل عندك يا عمر.

”یعنی اس لئے کہ ماں بچے کے حق میں انتہا سے زیادہ شفیق ہوتی ہے اور نگرانی و حفاظت پر مرد کی نسبت زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ اسی شفقت کی طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے: اے عمر! بچے کی ماں کا لعاب دہن بچے کے حق میں تمہارے شہد سے بھی زیادہ شیریں ہوگا۔“ (مرغینانی، الہدایۃ، 2: 37)

مرغینانی مزید لکھتے ہیں:

”باپ کی نسبت ماں اس لئے زیادہ شفیق ہوتی ہے کہ حقیقت میں بچہ ماں کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات بچے کو قہقہے کے ذریعے کاٹ کر ماں سے جدا کیا جاتا ہے اور عورت اسی پرورش میں مشغول ہونے کی وجہ سے حضانت پر زیادہ حق رکھتی ہے بخلاف مرد کے کہ وہ مال حاصل کرنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے۔“

اسی طرح امام شافعی نے استدلال میں یہی احادیث پیش کی ہیں اور والدہ کے تقدم کی علت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

فلما كان لا يعقل كانت الأم أولى به علي أن ذلك حق للولد لا لأبوين، لأن الأم أحني عليه وأرق من الأب.

”پس جب کہ بچہ نہ سمجھ ہو تو ماں اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے کیونکہ یہ بچہ کا حق ہے نہ کہ والدین کی محبت والفت وشفقت کے درجات کا۔“ (شافعی، الأم، 8: 235)

ابن قدامہ حنبلی اپنی کتاب ’المغنی‘ (7: 613، 614) میں لکھتے ہیں:

الأم أحق بكفالة الطفل والمعتوة إذا طلقت... ولأنها أقرب إليه وأشفق عليه ولا يشاركها في القرب إلا أبوه، وليس له مثل شفقتها، ولا يتولي الحضانه بنفسه وإنما يدفعه إلي امرأته وأمه أولى به من أم أبيه.

”بچے اور عدیم العقل کی پرورش کی ماں زیادہ حق دار ہے جبکہ اُسے طلاق دے دی گئی ہو۔۔۔ کیونکہ بچہ سے زیادہ قریب اور زیادہ شفقت رکھنے والی ماں ہوا کرتی ہے۔ اگرچہ اس قرب وشفقت میں باپ کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا مگر اس کے باوجود حقیقت تو یہ ہے کہ باپ بھی ماں جیسی شفقت نہیں رکھتا، اور نانی دادی کی نسبت سے اولیٰ ہوگی۔“

ابن قدامہ مزید لکھتے ہیں:

والحضانه إنما تثبت لحظ الولد فلا تشرع علي وجه يكون فيه هلاكه و هلاك دينه.

”اور حضانت بچے کی بہبود و فلاح کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے، لہذا کسی ایسے طریقے پر دست نہ ہوگی جس سے بچے کی ذات اور دین ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔“

خلع کا حق

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بد اخلاقی، مکاری یا اُس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اُسے ناپسند کرے اور اُسے خوف ہو کہ حدود

اللہ کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع حاصل کر سکتی ہے اور یہ کسی عوض کے بدلے ہوگا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ اس کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

Published:

March 31, 2026

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ.

”پس اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو (اندریں صورت) ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ

بندھن سے) آزادی حاصل کر لے۔“ (سورۃ البقرہ، 2: 229)

شریعتِ مطہرہ نے طلاق کو صرف شوہر کا حق قرار دیا ہے، کیونکہ شوہر ہی خاص طور سے رشتہ زوجیت قائم رکھنے کا خواہاں ہوتا ہے اور وہ زوجیت کی بناء پر کافی مال خرچ کر چکا ہوتا ہے، اس لئے وہ طلاق نہ دینے کو ترجیح دیتا ہے کیوں کہ طلاق کی صورت میں اسے مؤخر شدہ مہر اور عورت کے دوسرے مالی حقوق ادا کرنا پڑتے ہیں۔ چونکہ بیوی پر شوہر کے کوئی مالی حقوق واجب نہیں ہوتے، اس لئے شریعت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے اور عورت کے لئے خلع کا حق رکھا ہے تاکہ اس کے پاس بھی تفریق کا حق موجود ہو۔

عورت کے اس حق کو احادیث مبارکہ میں یوں بیان کیا گیا:

عن ابن عباس : أن امرأة ثابت بن قيس أتت النبي ﷺ فقالت : يا رسول الله. ثابت بن قيس، ما اعتب عليه في خلق ولا دين، ولكني أكره الكفر في الإسلام. فقال رسول الله ﷺ : أتردين عليه حديقته؟ قالت : نعم. قال رسول الله ﷺ : أقبل الحديقة وطلقها تطليقة.

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی اہلیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! میں کسی بات پر ثابت بن قیس سے ناخوش نہیں ہوں، نہ ان کے اخلاق سے اور نہ ان کے دین سے، لیکن میں اسلام میں احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کا باغ واپس دے دو اور ان سے طلاق لے لو۔“ (بخاری، الصحيح، کتاب الطلاق، باب الخلع 5: 2021، رقم: 4971)

تاہم اگر شوہر صحیح ہو اور عورت کے تمام شرعی حقوق پورے کرتا ہو تو اس حالت میں خلع لینا درست نہیں ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایما امرأة سألت زوجها الطلاق ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة.

”جو کوئی عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“ (احمد بن حنبل، المسند، 5: 277، رقم: 22433)

خلع عورت کا ایسا حق ہے کہ جب عورت خلع لے لیتی ہے تو اپنے نفس کی مالک ہو جاتی ہے اور اُس کا معاملہ خود اُس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے، کیونکہ اس شخص کی زوجیت سے آزادی کے لئے اس نے مال خرچ کیا ہے۔

خلع کو عورت کے لئے مرد سے چھٹکارے کا ذریعہ بنایا گیا ہے کہ جب وہ اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور اُس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو گویا یہ طلاق کی طرح عورت کے پاس ایک حق ہے اس میں عورت کو شوہر سے لیا ہوا مہر واپس کرنا ہوتا ہے۔

وہ چند صورتیں جن میں عورت کی طرف سے طلاق یا خلع واقع ہوتا ہے، درج ذیل ہیں:

1. نکاح کے وقت عورت نے اپنے لئے طلاق کا حق رکھا ہو اور شوہر نے اُس پر موافقت کی ہو۔ اس شرط کو استعمال کرنا اُس کا حق ہے۔
 2. جب وہ شوہر کی مخالفت کے باعث اپنے نفس پر نافرمانی کے گناہ میں پڑنے کا خوف کرے۔
 3. اس سے شوہر کا سلوک برا ہو، یعنی وہ اس پر اُس کے دین یا جان کے بارے میں ظلم روا رکھے اور عورت اس سے مال دے کر طلاق حاصل کرنا چاہے۔
- جیسا کہ ارشاد ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَقِيْمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ.

”پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، سو (اندریں صورت) ان پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ

بندھن سے) آزادی لے لے۔“ (سورۃ البقرہ، 2: 229)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیوی سے ناروا سلوک کرنے والے شوہر کے لئے اس سے مہر لینا بھی مکروہ سمجھتے ہیں، کیونکہ اسلام دین مروت ہے وہ عورت سے برا سلوک قبول نہیں کرتا کہ جب اُسے طلاق دے تو اُس کا مال بھی لے لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا

”اور جب تم ایک کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے کسی کو سونے کے ڈھیر بھی دے چکے ہو تو اُس میں سے کچھ نہ لو بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح

ظلم سے اپنا مال اُس سے واپس لو گے o“ (سورۃ النساء، 4: 20)

4. شوہر اپنی بیوی سے جنسی تعلق پر قادر نہ ہو تو عورت اپنا معاملہ عدالت میں پیش کرے گی، قاضی اُسے ایک سال کی مہلت دیگا کہ (وہ علاج کرائے) اس کے بعد اگر وہ جنسی تعلق پر قادر نہ ہو سکے اور عورت علیحدگی کا مطالبہ کرے تو قاضی اُن کے درمیان علیحدگی کرادے گا۔
5. شوہر مجنون ہو جائے یا اُسے برص یا جزام (کوڑھ) کی بیماری لاحق ہو جائے تو بیوی کے لئے یہ حق ہے کہ وہ عدالت میں معاملہ اٹھائے اور علیحدگی کی مطالبہ کرے، اس پر قاضی اُن میں علیحدگی کر سکتا ہے۔ (مرغینانی، الھدایہ، 3: 268)

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔

الغرض عورت کو ہر سطح پر اسلام نے وہ تحفظ اور عزت و احترام عطا کیا جس کی نظیر ہمیں کسی دوسرے نظام زندگی میں نہیں ملتی۔

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام کے مقرر کردہ حقوق و فرائض کی ادائیگی ہی فوز و فلاح کے ضامن ہیں ان حقوق میں سے اسلام نے عورتوں کے جو ازدواجی حقوق مقرر کیے ہیں وہ متعدد ہیں جیسا کہ خیال نکاح، خیال بلوغ، حق نان و نفقہ، حق خلع، تجارت کا حق، تعلیم کا حق، بچوں کی پرورش کا حق، حسن سلوک کا حق، تشدد سے تحفظ کا حق اور اعتماد کا حق۔ اگر ان حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے خاوند اپنے فرائض ادا کرے گا تو نہ صرف دینی ذمہ داری پوری ہوگی بلکہ ایک اچھا اور مثالی خاندان پرورش پائے گا

، اور عائلی زندگی میں سکون حاصل ہوگا

Published:
March 31, 2026

نتائج

اس تحقیق آرٹیکل کے نتائج درج ذیل ہیں

- اسلام میں عورت کے ازدواجی حقوق کا شعبہ نہایت اہمیت کا حامل ہے
- عورت کی ازدواجی حقوق کا تحفظ معاشرتی استحکام اور خوشحالی کے لیے کلیدی کردار رکھتا ہے۔
- ازدواجی حقوق و فرائض کی ادائیگی سے ایک دوسرے پر اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے۔
- بیوی کے سماجی، مالی اور نفسیاتی حقوق کا تحفظ متوازن اور صحت مند تعلق کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔
- عورتوں کے ازدواجی حقوق کا تحفظ منصفانہ اور شفاف معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- عورتوں کے ازدواجی حقوق کی تحفظ کی وجہ سے خاندانی روابط اور تعلقات میں استحکام آتا ہے۔

حوالہ جات:

1. القرآن، 2:232
2. القرآن، 2:234
3. القرآن، 4:4
4. القرآن، 24:32
5. القرآن، 4:3
6. القرآن، 4:129
7. احمد بن حنبل، المسند، 2:130، رقم: 6136
8. القرآن، 4:20
9. القرآن، 2:236
10. القرآن، 2:226
11. بخاری، الصحيح، کتاب الصوم، باب صوم داود، 2:698، رقم: 1878
12. احمد بن حنبل، المسند، 6:226، رقم: 25935
13. بخاری، الصحيح، کتاب النکاح، باب ترغیب النکاح، 5:1949، رقم: 4776
14. بخاری، الصحيح، کتاب الصوم، باب صوم المرأة، 5:1993، رقم: 4896
15. بخاری، الصحيح، کتاب النکاح، باب القرعة بین النساء، 5:1999، رقم: 4913
16. سیوطی، تاریخ الخلفاء، 139
17. القرآن، 4:34
18. القرآن، 2:233
19. القرآن، 2:241
20. القرآن، 65:1
21. القرآن، 65:7

Published:
March 31, 2026

22. مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، 2: 889، رقم: 1218.
23. ابن ماجه، السنن، كتاب النكاح، باب حق المرأة، 1: 593، رقم: 1850.
24. بخاري، الصحيح، كتاب النفقات، باب إذا لم ينفق الرجل، 5: 2052، رقم: 5049.
25. كاساني، بدائع الصنائع، 4: 46.
26. القرآن، 66: 3.
27. القرآن، 2: 187.
28. القرآن، 7: 26.
29. القرآن، 4: 19.
30. مسلم، الصحيح، كتاب النكاح، باب حكم العزل، 2: 1108، رقم: 1479.
31. بخاري، الصحيح، كتاب الرهن، باب رهن السلاح، 2: 887، رقم: 2375.
32. القرآن، 4: 21.
33. ابوداود، السنن، كتاب المناسك، باب صفة حجة النبي ﷺ، 2: 185، رقم: 1905.
34. ترمذي، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، 5: 907، رقم: 3895.
35. القرآن، 2: 231.
36. دأود آفندي، مجمع الأنهر، 1: 481، 482.
37. بخاري، الصحيح، كتاب الصلح، باب كيف يكتب هذا، 2: 960، رقم: 2552.
38. ابوداود، السنن، كتاب الطلاق، باب نفقة، 2: 283، رقم: 2276.
39. بيهقي، السنن الكبير، 8: 5.
40. مرغنياني، الهداية، 2: 37.
41. شافعي، الأم، 8: 235.
42. القرآن، 2: 229.
43. بخاري، الصحيح، كتاب الطلاق، باب الخلع، 5: 2021، رقم: 4971.
44. احمد بن حنبل، المسند، 5: 277، رقم: 22433.
45. مرغنياني، الهداية، 3: 268.